تعمیر، انصاف کا حصول، ترقی کے لیے وسائل کا اہتمام اور طبی سہولتوں کی فراہمی وغیرہ بچوں کے جائز حقوق اور ان کی تعلیم کو یقینی بنانے کے مؤثر ذرائع ہیں۔"

اجلاس میں ایک تیسرے مذاکرے کے انعقاد کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ اس کا موضوع "اسلام اور عیسائیت میں عورت اور معاشرے میں اُس کا مقام" تجویز کیا گیا۔ یہ مذاکرہ پاپائی انسٹی ٹیوٹ کے زیرِ اہتمام جون ۱۹۹۲ء میں ویٹیکن میں منعقد ہونا تھا۔ (رپورٹ : ایم ای سی نیوز رپورٹ)

"ایشیا میں مشن کے لیے مکالمہ ضروری ہے۔" کارڈینل سِن کا بیان

"براعظم ایشیا میں ثقافتوں اور مذاہب کا تنوع پایا جاتا ہے، اس لیے یہاں مشن کے لیے مکالمہ ضروری ہے۔" یہ بات منیلا کے کارڈینل جیم سن نے لاطینی امریکی کانگرس سے خطاب کرتے ہوئے کہی، جو پیرو کے دارالحکومت لیما میں منعقد ہوئی۔

انہوں نے کہا کہ "مقامی چرچوں کو اپنے عقیدۂ زندگی کے اظہار کے لیے خالصتاً مقامی طور طریقوں کو اپنانا ہوگا، کیونکہ صرف اسی راہ سے خدا کے ساتھ تعلق کی مقدس علامت اور کلی نجات کے طور پر مقامی چرچ غیر عیسائی دنیا تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں اور اسے سمجھ سکتے ہیں۔

لاطینی امریکہ کی چوتھی مشن کانگرس سے خطاب کرتے ہوئے کارڈینل نے بتایا کہ ایشیائی بشپوں نے اپنے پہلے دینیاتی اجلاس میں تبلیغ کو غریب لوگوں، ثقافتوں اور مذاہب کی تین سطحوں پر ایک مکالمہ قرار دیا۔

انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ایشیا میں جو دنیا کے عظیم مذاہب کا گہوارہ ہے، بدھ، ہندو، مسلمان اور مظاہر پرست بہت بڑی تعداد میں رہتے ہیں جبکہ عیسائیوں کی تعداد ان کے مقابلے میں بہت تھوڑی ہے۔ ایشیا کی تین ارب کی آبادی میں کیتھولک آبادی کا تناسب ۰۳ء۲ فیصد ہے جبکہ لاطینی امریکہ میں ۶۳٫۲۴ فیصد، یورپ میں ۳۹ فیصد، آسٹریلیا اور ملحقہ جزائر میں ۲۶ فیصد اور افریقہ میں ۱۲٫۷۴ فیصد ہے۔ ایشیا میں پادریوں کی تعداد ۳۰۱۳۴ ہے جن میں سے ۱۶۰۵۰ کا تعلق تبشیری حلقے سے ہے۔ دنیا کے کل ۴۷۰۱ بشپوں میں سے ۵۷۵ ایشیائی ہیں۔ ایشیائی کیتھولکوں میں سے تقریباً ۴۵ فیصد فلپائن میں ہیں۔

کارڈینل سِن نے کانگرس کو بتایا کہ بین المذاہبی مکالمہ ناگزیر ہے لیکن یہ کچھ آسان بھی

نہیں۔ انہوں نے ایشیا میں ہندوستان، انڈونیشیا، پاکستان، جنوبی فلپائن اور اُن علاقوں کا ذکر کیا جہاں عیسائی دیگر مذاہب کے ماننے والے کے ساتھ رہتے، سکولوں میں پڑھتے نیز دفتروں، کارخانوں اور کھیتوں میں ان کے ساتھ کام کرتے ہیں۔

"زندگی کا مکالمہ" سری لنکا کے مختلف شہروں میں بھی بار آور ہو رہا ہے۔ جہاں دو یا تین مذہب دوست کیتھولک خالص بدھوں کے دیہات میں رہتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ تھائی لینڈ میں بدھ بھکشوؤں اور کیتھولک راہبوں نے اپنی عبادات اور دھیان گیان میں مزید گہرائی پیدا کرنے کے لیے اکٹھے عیسائی خانقاہ میں تین دن اور تین راتیں گزاریں۔

ان مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ایسے براعظم میں جہاں مخالف مذہبی اور نظریاتی گروہ آپس میں مسلسل برسرپیکار رہتے ہیں اور جہاں معاشرے کی تقسیم، ذات پات اور معاشی طبقات کی بنیاد پر موجود ہے، بین المذاہبی مکالمہ امن قائم رکھنے میں مثبت کردار ادا کرسکتا ہے۔ (رپورٹ: دی کیتھولک نیوز)

"مذہبی امن کے بغیر عالمی امن قائم نہیں ہوسکتا۔" ہنز کنگ کا بیان

"اس تنازعے (خلیجی جنگ) میں ملوث تمام اقوام، سب سے پہلے ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور برطانیہ، اور اس کے بعد اسرائیل اور عرب ریاستیں، اپنے اپنے اندازمیں، دنیا کے ایک ایک بڑے مذہب یعنی عیسائیت، یہودیت اور اسلام کی نمائندگی کرتی ہیں۔ لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ یہ مذاہب تنازعے میں لازماً ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں؟ الہامی مذاہب کے طور پر ان میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ تینوں کی اصل مشرقی سامی ہے، خصوصیات کے اعتبار سے الہامی ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا جدّ امجد تسلیم کرتے ہیں۔ اگر یہ اپنی اس اصل کا احساس کریں تو یہ عالمی امن کے لیے انتہائی اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔"

"یہ بجا ہے کہ ان تینوں الہامی مذاہب کے درمیان ضروری اختلافات پائے جاتے ہیں۔ یہودیت، خدا کی پسندیدہ قوم ہونے کی مدعی اور ارضِ موعودہ پر اپنا حق جتاتی ہے۔ عیسائیت خدا کے بیٹے اور اس کے مسیحا ہونے پر، اور اسلام خدا کے کلام اور اس کی کتاب پر زور دیتا ہے۔ یہ اختلافات چھپائے نہیں جاسکتے اور نہ انہیں چھپانا ہی چاہیے۔ عظیم عالمی مذاہب کا ایک ہوجانا ضروری نہیں ہے۔ واحد عالمی مذہب محض ایک سراب ہے۔ اس عالمی بحران کے بعد ہمیں اس